تعارف وتبصرہ

مجھے ہے حکم اذاں

مصنف : مولانا عتیق الرحمن سنبھلی

ناشر: الفرقان بک ڈپو نظیر آباد لکھنو. صفحات : ۲۶۴ قیمت : ۵۵روپے

یہ کتاب مولانا سنبھلی کے منتخب علمی، دینی، تنقیدی وتاثراتی مضامین کا مجموعہ ہے ۔اس مجموعہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں شامل اکثر مضامین کے لیے خارج سے تحریک فراہم ہوئی ہے. تاثرات کا تعلق قلب سے ہے اس طرح کے مضامین تنقید وتبصرے سے بالاتر ہوتے ہیں. البتہ تنقیدی مضامین زیر تبصرہ آسکتے ہیں۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس مجموعہ کی اشاعت کے وقت مضامین پر نظر ثانی کا یا انھیں بغور دیکھنے کا غالبًا موقع میسر نہیں آیا اس لیے "دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو" ص۱۴۷ اور تج دلپسندوں کا اقبال ص۱۵۳ جیسے مضامین بھی اس مجموعہ کی زینت بن گئے ہیں. فاطمہ جناح ایوب خاں کے مقابلہ میں صدارتی امیدوار تھیں ۔ان کی حمایت ایک طبقہ نے کی اور اپنے اس اقدام کو شرعی اعتبار سے جائز ٹھہرایا ۔کیا یہ مسئلہ آج بھی زندہ رکھنے کا ہے ۔اس سے ملت کو کون سا فائدہ پہنچے گا؟ یہی حال غلاف کعبہ کے مسئلہ کا ہے یہ وہ مسائل ہیں جن پر اس عہد کے بہت سے اہلِ علم وقلم نے اظہارِ خیال کیا تھا لیکن آج اس کی تکرار کی کوئی خاص افادیت سمجھ میں نہیں آرہی ہے ۔عورت کی سربراہی کے عنوان سے جو تحریر ہے وہ دراصل دارالعلوم دیوبند کے ایک فتویٰ کی اصلاح میں اپنے رول کی صراحت ہے دیگر مضامین کے عنوان یہ ہیں: با محمد ہوشیار ۔میخانہ کا محروم بھی محروم نہیں ہے ۔ ہے مکر لب ساقی پہ صلا میرے بعد، عید الاضحیٰ میں قربانی ، زفرق تابقدم، تہذیبِ نو کو عقیدے کی تلاش، مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کے درمیان تعلق کا مسئلہ، سیرت کا جلسہ اور وحدتِ ادیان کی دعوت ،کون سا مسیح بہتر انجیل کا یا قرآن کا؟ کیا شراب حرام ہے؟ قرآن میں تسخیر کائنات کا مطلب ،خلائی پروازیں اور قرآن، اسلامی معاشرہ کی رہنمائی میں انفرادی ضمیر کا مقام اور حدیث پرویز۔

اس مجموعہ میں بعض مضامین مفید ہیں اور ہر مضمون کے تحت کوئی نہ کوئی بات ضرور ہی اہم اور قابلِ توجہ ہے ۔لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ خود مضمون نگار کے نزدیک ان مضامین کی

قدر و قیمت وقتی ہے اسی لیے صرف مقدمہ ہی میں ان کے تعارف پر بس نہیں کرتے بلکہ مضمون کے بعد بھی اس قسم کے اعتذاریہ جملے شامل ہو گئے ہیں کہ "مندرجہ بالا مضمون میں مذکور..... تجزیہ ۱۵ سال پہلے کے حالات کے مطابق ہے۔ آج اس تجزیہ کی مطابقت میں کہیں کہیں کچھ فرق ضرور محسوس کیا جا سکتا ہے مگر یہ فرق ڈگری کا ہے اصل حال کا نہیں ص۹۸ مضمون "سیرت کے جلسے اور وحدتِ ادیان کی دعوت" کے تحت یہ نوٹ ہے۔ اس مضمون کے عنوان کی طرح اس کی تمہید کا تعلق بھی ایک وقتی نوعیت کے مسئلہ سے ہے۔ مگر اصل مضمون اور بحث کا موضوع " نظریہ وحدت ادیان اور قرآن" ہے ص۹۹۔

تحریر کی زبان تقریر و خطابت کی زبان سے الگ ہوتی ہے۔ مضامین کا واعظانہ و خطیبانہ لہجہ آج کی علمی و تنقیدی نثر سے میل نہیں کھاتا۔ مناظرانہ اسلوب کی جھلک مزید برآں۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔ یہ ہے بخاری میں سقیفہ کی تقریروں کا رنگ ص۲۱۱ اٹھائیے قرآن اور پڑھئے سورۂ نور ص۲۱۴ کھولیے سورۂ المنافقون ص۲۱۹۔ ان کے ماخذ کے عدم اعتماد کا فتویٰ صادر کر دیئے ص۲۱۱ سنئے! سننے کے لائق ہے ص۲۲۵ دیکھئے! پھر دیکھئے! فرمایا جا رہا ہے ص۲۱۱۔ ایک اور قابلِ توجہ پہلو ذیلی و ضمنی مباحث میں بھٹک جانا ہے، یہ کسی علمی تحریر کو زیب نہیں دیتا۔ خیر یہ بات توبیخ میں سخن گسترانہ آ گئی ص۱۶۷ بات کافی پھیل گئی نفس مدعا کو پھر سامنے رکھ لیجئے ص۱۸۳ ذیل کے مضمون کا اصل نشانہ تو انکار حدیث کی ایک خاص منطق ہی ہے مگر ضمنی طور پر اس میں خلافت صدیقی کے سلسلہ میں صحابہ کرام کے اختلاف اور حدیث الائمۃ من قریش جیسے اہم مباحث کے سلسلہ میں بعض پہلوؤں سے کافی تفصیلی گفتگو آئی ہے ص۱۹۹ ضمنی مباحث پر تفصیلی گفتگو اور ان کے اہم مباحث ہونے سے قطع نظر اس قسم کے اعتذاریہ جملے اس بات کی نشان دہی کرتے ہیں کہ مضمون نگار انھیں اصل موضوع سے غیر متعلق ہی سمجھتے ہیں۔ ترتیب نو میں انھیں وہ الگ کر سکتے تھے۔

بعض مقامات پر انداز بیان غیر علمی اور سطحی سا ہو گیا ہے۔

"یہ ان آیتوں میں سے چار ہیں جو فوری طور سے ذہن میں گھوم گئیں۔ تھوڑا سا وقت صرف کر کے قرآن پاک میں تلاش کی جائے تو اور بہت سی آیتیں اس مفہوم کی بآسانی مل جائیں گے (گی) ص۱۸۶

گویا ایک علمی مضمون کے لیے قرآن سے مراجعت کی خاطر تھوڑا سا وقت بھی نہیں ہے۔ فوری طور پر ذہن میں گھوم جانے والی آیتوں سے کام چلایا جاتا ہے۔

اس مجموعہ کی ایک نمایاں کمی ہر مضمون کے ذیل میں محض جلد اور شمارہ کا حوالہ ہے جبکہ ماہ وسال کا تذکرہ زیادہ مناسب بلکہ ضروری تھا کس کے پاس اتنی فرصت ہے کہ وہ کاغذ وقلم یا انگلیوں یا کلکولیٹر کی مدد سے ماہ وسال کا تعین کرے۔ کلام کی تفہیم میں زمانی پس منظر کا تعین بھی اہمیت رکھتا ہے۔ بالخصوص اس وقت جب کہ مباحث خود اس کی قدامت کی طرف اشارہ کر رہے ہوں۔

آیات قرآنی اور عربی عبارتوں کی تصحیح کا بھی کما حقہ اہتمام ہوا ہے ملاحظہ ہوں صفحات ۳۹، ۴۹، ۷۰، ۸۹ اور ۹۳ وغیرہ۔

بعض مقامات پر الفاظ کے انگریزی مترادفات یا بعض انگریزی الفاظ کا استعمال بھی غیر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ بعض ترجمے بھی محل نظر ہیں مثلاً لَارْجُمَنَّكَ کا ترجمہ سر پھوڑ دوں گا قرآن مجید کے ترجمہ میں اتنی آزادی مناسب معلوم نہیں ہوتی۔ ڈپٹی نذیر احمد کے محاوراتی ترجمہ کو مستند اہلِ علم غیر معیاری اور صحت سے بعید قرار دے چکے ہیں۔

ان چند خامیوں سے قطع نظر اس مجموعہ میں بہت سی خوبیاں بھی ہیں، موضوعات کے اعتبار سے بھی اور اظہار جذبات وتاثرات کے اعتبار سے بھی۔ با محمد ہوشیار اور اسلامی معاشرے کی رہنمائی میں انفرادی ضمیر کا مقام بطور خاص لائق مطالعہ ہیں۔ مناظراتی ادب کا ذوق رکھنے والوں کے لیے اس مجموعہ میں دلچسپی کا سامان موجود ہے۔ (منور حسین)

كتاب المعلم لدروس اللغة العربية لغير الناطقين بها (۳ حصے)

مصنف: ڈاکٹر ف عبدالرحیم اسلامک فاؤنڈیشن ٹرسٹ۔ مدراس۔ طبع اول، حصہ اول صفحات ۷۵ قیمت تیس ۳۰ روپے۔ حصہ دوم صفحات ۱۳۲ قیمت پچاس ۵۰ روپے۔ حصہ سوم صفحات ۹۰، قیمت چھتیس ۳۶ روپے

ہندوستان کے مختلف دینی مدارس اور عصری تعلیمی اداروں میں عربی زبان کی تعلیم کے لیے کئی ریڈریں داخل نصاب ہیں۔ ان میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی القراءۃ الراشدہ۔ مولانا وحید الزماں کیرانوی کی القراءۃ الواضحۃ، مولانا نبی حیدرآبادی کی منہاج العربیہ اور مصری وزارت تعلیم کی جانب سے شائع شدہ القراءۃ الرشیدۃ شہرت رکھتی ہیں۔ چونکہ طریقہ تدریس میں ہمہ آں تبدیلی آتی رہتی ہے اس لیے اہل فن نے ایک ایسی ریڈر کی ضرورت کا اظہار کیا ہے جس میں جدید ترین اسالیب تدریس کی رعایت کی گئی ہو اور جس کے ذریعے عربی زبان کے قواعد بھی بآسانی طلبہ کے ذہن نشین کرائے جا سکیں۔